بسم اللہ الرحمن الرحیم

سیکشن - ب

سوال نمبر: 02

جز نمبر: (xi)

سقراط پر الزامات:

سقراط کے مخالفین نے یہ الزامات لگائے کہ وہ نوجوانوں کی عادتیں

خراب کر رہا ہے۔ وہ نوجوانوں کو والدین کے خلاف اکساتا ہے۔ انھوں نے الزام لگائے کہ سقراط ان کو خطرناک تعلیمات سمجھاتا ہے۔ یہی الزامات سقراط کے مخالفین نے لگائے۔

سقراط کی سزا:

سقراط کے لیے یہ سزا تجویز کی گئی کہ اسے ختم کر دیا جائے تاکہ اس کی تعلیمات یونان سے مٹ جائے۔

سقراط ایک عقلمند شخص تھا۔ اس نے زندان میں زہر کا پیالہ پیا لیکن علم و شعور کی خاطر اپنی جان کو قربان کر دیا۔

جز نمبر: (vi)

راجہ صاحب کا جواب:

3

راجہ صاحب بڑے اطمینان والے شخص تھے انھوں نے بزرگوں کو جواب دیا کہ یہ عورتوں کا آپس کا معاملہ ہے۔ آپس کو لوگوں میں تو ہوتی رہتی ہے کہ یہ عورتیں قریب رہتی ہیں چھوٹے سے لڑائی جھگڑے آتے رہتے ہیں۔ راجہ صاحب خود بیگم خواجہ کے خاوند کا اچھا دوست تھا۔ یہ دونوں ساتھ میں سیر سپاٹے کیا کرتے تھے

آدھا جواب

سبق کا نام:

اس سبق کا نام "مائیں" ہے۔

جز نمبر (۷):

ماسٹر الیاس:

ماسٹر الیاس سادہ شخص تھے ان میں چالاکی کی علامت نہیں تھی وہ سچ کا پیکر تھے۔ اپنا کام دکھاوے سے کرتے اور کسی کا بے حق نہیں کھاتے تھے اپنا کام دیانتداری اور سچائی سے کرتے تھے۔ کسی سے منافع نہیں کھاتے حالانکہ ان کی اقتصادی حالت بہت خراب تھی۔ کرایہ کی مکان میں رہتے تھے

لوگ دوستی پسند نہیں کرتے:

لوگ ان سے دوستی نہیں کرتے تھے کیونکہ ان کو دنیاوی چال چلن کا طریقہ

نہیں آتا تھا۔ ان کی سادہ پن پر لوگ
مذاق اڑاتے ہیں۔
دنیا میں شریف لوگوں
پر ہر کوئی ہنستا ہے کیونکہ یہ لوگ
چال چلن میں سادہ ہوتے ہیں۔
ان سادہ لوگوں سے دوستی کرنے پر
باقی لوگ شرماتے ہیں۔

جز نمبر: (viii)

سبق منظور کا خلاصہ:

یہ سبق دو کردار اختر اور منظور
کے ارد گرد گھومتا ہے۔ اختر ایک
32 سال کا نوجوان شخص ہوتا ہے
جس کے دل کے دورے آتے ہیں
وہ کئی دنوں سے ہسپتال میں داخل

ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ والی چارپائی
پر چھوٹا بچہ منظور بھی داخل ہوتا
ہے جس پر فالج نے حملہ کیا ہوتا ہے۔
اختر کی منظور کے ساتھ دل لگی
ہو جاتی ہے۔ وہ اسی طرح گھنٹوں
باتیں کرتے ہیں۔ منظور کی
آمد سے اختر کی زندگی میں امید کی
کرن آجاتی ہے۔
ایک صبح جب اختر اٹھتا ہے
تو دیکھتا ہے کہ منظور نہیں ہے۔
منظور کی اچانک موت کی خبر
سن کر وہ بہت افسردہ ہو جاتا
ہے کیونکہ اسی کی وجہ سے اس کی زندگی
صحیح ہونے لگی تھی

جز نمبر ۷ (VII)

کتبہ سے اخلاقی سبق

والدین

کتبہ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ جو نصیب میں ہوتا ہے وہ ہو کر ہی رہتا ہے۔ انسانوں کی تدابیر کوئی کام نہیں کرتے۔

شریف حسین جو کہ نیچے درجے کا کلرک تھا۔ وہ بہت محنتی شخص تھا لیکن وہ اسی دوران خیالوں میں ڈوبا رہتا تھا۔ وہ سوچتا کہ بڑا کلرک نہ آجائے۔ وہ مختلف خیالات میں مصروف ہوتا۔

اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہمیں اپنی محنت پر توجہ دینی چاہیے۔ محنت میں برکت ہے۔ باقی جو بھی ہوگا اس کا صلہ اللہ تعالیٰ دے گا۔

انسان کو زیادہ سوچنے کے بجائے اپنے کام پر توجہ رکھنی چاہیے۔ اگر یہ دنیا نہیں تو آخرت میں تو ضرور اس پر کامیابی ملے گی۔

جز نمبر (۱۱۱):

حیدرآباد کے جلسے کی غلط فہمی:

حیدرآباد کے جلسے میں مرزا فرحت اللہ بیگ شروع میں مخاطب تھے۔ وہ لوگوں کی توجہ حاصل کرنا چاہتے تھے۔ ان کے ساتھ تقریب میں مولوی وحید الدین بھی شریک تھے۔ مرزا صاحب نے ایک بات کا حوالہ دیا جو کہ مولوی کریم الدین کے بارے میں تھا لیکن ہاتھ کا اشارہ مولوی وحید الدین کی طرف کیا۔ اس پر لوگ یہ سمجھنے لگے کہ بات

مولوی وحیدالدین کی ہو رہی ہے۔ اس غلط فہمی کی وجہ سے مولوی وحیدالدین مرزا فرحت اللہ بیگ سے تھوڑے نالاں ہوئے۔ یہی غلط فہمی تھی جو حیدرآباد کے جلسے میں پیش آئی۔

جز نمبر ۱۲ (xii)

نظم "بڑھے چلو" کا مرکزی خیال:

اس نظم کا مرکزی خیال یہ ہے کہ جو بھی حالات ہوں، ہمیں بہادری سے ہمت کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ اگر ہم سمندر کی گہرائیوں تک ڈوب جائیں پھر بھی ہمیں ہمت نہیں ہارنی چاہیے اور آگے بڑھنا چاہیے کیونکہ رکاوٹیں ہی کامیابی کا

راستہ ہموار کرتی ہے۔ ہمیں بھرپور طریقے سے ملک و قوم کی خدمت کرنی چاہیے اور ہمت و جرأت کے ساتھ مسلسل زندگی کی دوڑ میں آگے بڑھنا چاہیے

جز نمبر (۱۸)

صنعت تجنیس تام:

جب کسی شعر میں دو ایسے الفاظ استعمال ہوں جن کی املا ایک جیسی ہو لیکن معانی مختلف ہوں۔

مثالیں:

گلے سے ملتے ہی جتنے گلے تھے بھول گئے
ورنہ یاد تھی ہم کو شکایتیں کیا کیا

جنہیں میں ڈھونڈتا تھا آسمانوں میں زمینوں میں
وہ نکلے میرے ظلمت خانۂ دل کے مکینوں میں

پیڑ کے گچھے سے نکل کر لڑھک جاؤں گا
کھیر میں بکھر جاؤں گا صحرا میں بکھر جاؤں گا

جز نمبر (x)

“بڑے ڈرپوک ہو” کا خلاصہ:

اس نظم کا خلاصہ یہ ہے کہ ستارے ڈرپوک ہیں۔ وہ رات کے اندھیرے کا سہارا لے کر باہر آتے ہیں۔ یہ ستارے سورج کی طرح بہادر نہیں کہ جب صبح ہو جائے تو پورے عالم پر چھا جائے۔ ستارے صبح غائب ہو جاتے ہیں۔ ان میں ہمت نہیں

ہوتی کہ وہ سورج کو مقابلہ کر سکیں
ستارے تو کمزور ہوتے ہیں۔ صبح صادق
کی شروع ہوتے سے ہی ستارے آسمان
سے غائب ہو جاتے ہیں۔ نظم کا
مرکزی خیال یہی ہے کہ ستارے
کمزور ہوتے ہیں۔ ان میں
سورج کی طرح روشنی کی طاقت نہیں
ہوتی۔

جزنمبر (ا)

حاجی اورنگزیب خان کے خط کا خلاصہ:

حاجی صاحب کراچی سے پشاور آکر
خط لکھتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ
تین ہفتے پہلے مجھے ڈاکٹر نے کہا کہ

تمہیں کینسر ہے اور یہ درجہ دوم
میں ہے جس کا کوئی علاج موجود
نہیں ہے۔ بس ڈاکٹر نے تجویز کیا
ہے کہ خوش اور محبت ہی اختیار
کرو۔ اپنے آپ کو خوش رکھو۔ اس
لیے کراچی جانا بھی ایک بہانا تھا۔
طبیعت کے لئے بھی کچھ خوشگوار تھا اس
لیے کراچی جانے کا فیصلہ کیا۔

سیکشن ۔ ج

سوال نمبر 3

حوالہ متن:

یہ اقتباس خواجہ حسن نظامی کے سبق "فاقہ میں روزہ" سے لی گئی ہے۔

سیاق و سباق:

یہ کہانی مرزا شہزور کی زبانی ہے۔ وہ مرزا سلیم کے بھانجے تھے۔ مرزا سلیم چونکہ مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر کا بھائی تھا اس لیے مرزا سلیم اس کا بھی بھانجا ہے۔

مرزا شہزور شروع دو ادوار کو تفصیل کے ساتھ بیان کرتا ہے۔ ان ادوار میں فرق بتاتا ہے۔

جب مغلیہ سلطنت قائم تھی تو ملتان کے مہینے تین مسجد میں رونق ہی رونق ہوتی تھی۔ کھانا پینا، قرآن پاک کی درس ہوتی تھیں۔ ہر جگہ برکت ہی برکت تھی۔ پھر انگریزوں کے دور میں مسجد کیسے اصطبل بن گیا اور کھانے میں بس سبزی اور دال ہی ملتے تھے۔ زندگی اجیرن ہو گئی تھی۔

اس کے بعد مرزا شہزور ہجرت کے بارے میں بات کرتا ہے۔ کہ کئی جنگلوں سے ٹھوکریں کھانے کے بعد میواتیوں کے گاؤں میں اپنی ماں، بیوی اور بہن کے ساتھ رک گیا یہاں اس کی بیوی بھی مر جاتی ہے۔

سبق کے آخر میں بتایا جاتا ہے کہ گاؤں چونکہ غریب لوگوں سے بھرا تھا۔ وہ مسلسل اس خاندان کی مالی امداد نہیں کر سکتا تھا۔ اسی وجہ سے رمضان کے مہینے میں ان کو کئی اوزار

رکھتے پڑے۔ وہ پانی پر گزارا کرتے
تھے اور اس کی بہن وہاں کی حالت
خراب تھی۔ اس کے بعد افضل نے
دہلی کی طرف ہجرت کیا جہاں
اس کی بہن کی شادی ہو گئی اور
اس کی ماں چل بسی۔ اسے انگریزوں
کی طرف سے ایک نوکری مل گئی۔

وضاحت:

اس اقتباس میں بتایا جا رہا ہے
چونکہ مرزا شہزادے کی بیوی بھی
مغلیہ سلطنت کے دور میں پلی بڑھی
تھی۔ اس نے سلطنت کے دور میں وقت
گزارا تھا۔ وہ امن کا دور تھا۔ کوئی
لڑائی جھگڑے نہیں تھے۔ شاہی رونقیں
تھی۔ غدر کا مقابلہ کیا غدر کی ابتدائی
مصیبتیں ہی ان کی جان آرام سے
لی گئی۔ غدر ان کے لیے ایک نیا اور خطرناک

مکمل تھا ۔ اس وقت تو ہجرت کر گئی ۔
اس کی جان تو بچ گئی لیکن جب گاؤں
میں حالات خراب ہونے لگے تو
اس کے لئے جینا مشکل ہو گیا تھا ۔
وہ بارش کے پانی کی وجہ سے سخت
بیمار ہو گئی تھی ۔ بہت زور لگایا
لیکن دم توڑ گئی ۔ صبح جب گاؤں
والوں کو جب معلوم ہوا تو انہوں
نے اس نامعلوم عورت کی کفن کی
تیاری شروع کر دی ۔ ہم نے اس کو غسل
دیا اور پھر [illegible] ادا کی ۔ وہ ہم کو
ہم سے چلی گئی ۔ ہم نے اس کو سپرد
خاک کر دیا ۔ ہمیشہ کے لیے ہمیں چھوڑ
کر چلی گئی ۔

سوال نمبر ۶

(ب)

حوالہ اشعار :-

یہ اشعار فیض احمد فیض کی غزل سے لی گئی ہے

شعر ۱ :-

مفہوم :-

جس طریقے سے کوئی اپنی جان قربان کرتا ہے۔ اس کی عزت و آبرو ہمیشہ ہوتی ہے۔ یہ جان تو آنی جانی ہے اس کی کچھ معانی نہیں رکھتی۔

تشریح :-

اس شعر میں شاعر نے جان کی قربانی کا ذکر کیا ہے۔ شاعر فرماتے ہیں کہ جس طریقے سے انسان مرتا ہے وہی اس کی شان و شوکت بتاتی ہے۔ جو شخص اپنی جان کو قربان کر کے دوسروں کو ترجیح دیتا ہے۔ وہ انتہائی پُرسلامت روح اور شخص ہوتا ہے۔ کیونکہ جان دینا کسی مقصد کے لئے مومن شخص کی نشانی ہے۔

شاعر فرماتے ہیں کہ یہ جان تو آنی جانی چیز ہے یعنی مرنے کے بعد ہم دوبارہ قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے اس لیے اس دنیا میں جان کا دینا انسان کو عظمت دیتی ہے کیونکہ وہ اس جہاں کی پرواہ نہیں کرتا وہ تو آخرت کو ترجیح دیتا ہے۔ یہ جان تو اس کے لیے کچھ مطلب نہیں رکھتی۔

شعر 2 :-

مفہوم :-

اگر عشق کا مقابلہ ہے تو ہر طرح کی کوشش کر لوں گا اگر جیت گئے تو ٹھیک اگر ہار گئے تو پھر بھی کوئی بات نہیں۔

تشریح :-

اس شعر میں شاعر نے عشق کی بازی کا ذکر کیا ہے شاعر فرماتے ہیں کہ اگر عشق کو حاصل کرنا ہو تو ہر قسم کی کوشش کر لوں گا۔ جان دینا ہو تو وہ بھی دے دوں گا۔ عشق کی بازی کے لیے تو عاشق ہر قسم کی رکاوٹ کا مقابلہ کرتا ہے کیونکہ

اگر کوئی عشق کے لئے نہیں لڑتا تو
وہ شخص خالی ہے اس کا کوئی مقصد
ہی نہیں۔

دوسرے مصرع میں شاعر فرماتے
ہیں اگر اس بازی میں جیت گئے
تو یہ عاشق کی بہترین کامیابی کی
مثال ہے۔ وہ اس کامیابی کے قصے
کیا کرے گا۔ یہ کامیابی اس کو سکون
دی گی۔ لیکن اگر کسی حالت میں
وہ ہار گیا تو بھی کوئی بات
نہیں کیونکہ عاشق کو محبوب کے لیے
ہر قسم کی قربانی دیتا ہے۔ اگر وہ
ہار جائے گا تو کیا وہ تو محبوب کے لیے ہارا
ہے۔ اسے محبوب کی خاطر ہارنا بھی قبول
ہے۔

6

سوال نمبر: ۵

(ج)

پاکستان اور اسلامی اتحاد:-

تعارف:-

اسلام کے جھنڈے کے اندر ہر شخص انفرادی طور پر ایک ہے۔ یعنی اسلام ہمیں بھائی چارے و اتفاق کی دعوت دیتا ہے۔ آج دنیا میں ۵۷ کے قریب مختلف اسلامی ممالک ہیں۔ اسلام کے تعلیمات کے مطابق ان ملکوں میں 1.8 ارب لوگوں کے اسلام کے جھنڈے کے اندر ایک ہونا چاہیے۔ اسلامی اتحاد ہی اسلام کی سربلندی کا واحد ذریعہ ہے۔ پاکستان ان ممالک میں سب سے اہم کردار ادا کرسکتا ہے۔ پاکستان اسلامی ممالک میں واحد ملک بھی ہے جو کہ خاص

نظریہ اسلام کی خاطر وجود میں آیا۔ پاکستان
اسلامی اتحاد کا مرکزی پیکر ہے۔

نفسِ مضمون :-

پاکستان واحد ایٹمی طاقت ہے
اسلامی ممالک کے درمیان۔ جو کہ اسلامی
اتحاد کا سبب بن سکتی ہے۔ آج کل
اسلامی اتحاد پارہ پارہ ہے۔ ممالک
فرقوں کی وجہ سے ایک دوسرے کو
دشمن سمجھتے ہیں۔ ہر جگہ قومی
مفاد کو سوچا جاتا ہے۔ یہ لوگوں
کی سوچ میں نہیں آتا کہ ہمارے
مسلمان بھائیوں کو ہماری مدد
کی ضرورت ہے۔

1920 سے پہلے خلافت تھی۔ دنیا
میں مختلف اسلامی سلطنتیں قائم
تھیں لیکن جو سب سے طاقتور ہوتی
تو اس کو اپنا مانا جاتا۔ وہ جو
فیصلہ کرتا وہ آخری ہوتا تھا۔
اسی طرح اسلامی اتحاد موجود تھا۔

آجکل چونکہ بہت اسلامی ریاستیں ہیں لیکن
کوئی اتحاد موجود نہیں۔ پاکستان کو بطور
سب سے طاقتور ہونے کی وجہ سے لیڈر
ملک مانا جاتا ہے اگر تمام ممالک ایک ہو جائیں
تو اسلامی اتحاد ممکن ہے اور ایک اتحاد ہو
تو کوئی دشمن نقصان نہیں پہنچا سکتا۔
لہذا ملک کو فیصلوں میں ترجیح
حاصل ہونی چاہیے۔ او آئی سی جو کہ اسلامی
ممالک کی مشترکہ تنظیم ہے اسے ان سیاسیات
پر غور کرنا چاہیے اور تمام ملکوں کے
سفیروں کو مل کر اسلامی اتحاد اور ملکوں
کے فیصلے کرنا چاہیے۔
سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ ایٹمی
طاقت کے باوجود پاکستان کی اقتصادی
حالت بہت کمزور ہے لوگ کس طرح لیڈر اپنا
کو مانیں گے اگر ایران کی بات کی جائے تو وہ
مختلف بین الاقوامی لڑائیوں ایک ہی وقت
میں لگا جنگ کی وجہ سے ان کو بہت نقصان
ہوا۔ سعودیہ کی اقتصادی سب سے بہترین
ہے لیکن ان کی فوج نہ ہونے کے برابر ہے
مسلم امہ کو ان چیلنجز کا سامنا
ہے۔ تمام ملکوں کو ایک [illegible] کے تحت
یکجان ہونا چاہیے تاکہ ان [illegible]

تسلسل اس مشترکہ حالت کی وجہ سے نقصان
نہ اٹھائے کیونکہ دشمن دن بدن مضبوط
ہو رہا ہے اور آپس میں اتحاد کرتے ہیں۔
مسلمانوں کو ایک ہونا چاہیے ورنہ
شدید نتائج ہونگے

6

اختتام:۔

حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق مسلمان تب
ہی دنیا کی طاقت بنیں گے جب وہ ایک ہونگے
غریب ممالک کو مشکل حالات میں اکیلا نہیں
چھوڑا جائے گا کسی ملک کو نقصان
پہنچائے وہ سب کا نقصان ہوگا۔
پاکستان کو اپنی حالت کو درست کرنا چاہیے
اور اسی وقت مسلم امہ کے اتحاد میں
اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ پاکستان کی تاریخ
میں ہے کہ وہ سب سے اہم اسلامی ملک ہے
اس لیے ان کو اس دوڑ میں آگے بڑھنا چاہیے